خطبہ جمعہ

بہ عنوان

نفرتوں کو ذبح کیجیے

سلسلۃ منبر الحکمۃ

158

بتاریخ: 16 اگست 2019

۱۴ ذوالحجہ

به اهتمام

الحکمۃ انٹرنیشنل

5 ڈی وَن ٹاؤن شپ، نزد پائپ سٹاپ، مادرِ ملت روڈ، لاہور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ، أَمَّا بَعْدُ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ:

چند ہی روز قبل ہم نے عیدالاضحیٰ گزاری ہے اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی کمال اطاعت اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی فرماں برداری کی یاد تازہ کرتے ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت پر عمل کرتے ہوئے جانوروں کی قربانیاں بھی کیں۔ ہر ایک نے اپنی استطاعت کے مطابق اور خوش دِلی کے ساتھ اتنی ہی مہنگی قربانی کی جتنی وہ کرسکتا تھا۔ بہت سے ایسے اصحابِ سعادت بھی تھے جنہوں نے ایک سے زائد قربانیاں بھی راہِ خدا میں پیش کیں۔ ان سب کا مقصود ایک ہی تھا، وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو جائے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو نامراد نہیں رکھے گا۔

جانور کی قربانی اور انا کی قربانی:

یہاں سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہم نے تیس چالیس ہزار کا بکرا اور لاکھ روپے تک کی گائے تو ذبح کر ڈالی لیکن کیا دوسرے مسلمانوں کے متعلق اپنے دِل میں موجود نفرتوں اور کدورتوں کو بھی ذبح کیا یا نہیں؟ ہم نے ایسی قربانی پر لاکھوں روپے خرچ کر ڈالے جس کی قبولیت ایسی قربانی سے مشروط تھی جس پر ایک روپیہ بھی خرچ نہیں ہونا تھا۔ جی ہاں! ہم سے جانور کی قربانی سے پہلے دِل میں پلنے والی نفرتوں کی قربانی مطلوب ہے۔ اگر ہم ان کو ذبح کرنے میں کامیاب ہو گئے تو جانور کی قربانی بھی مقبول ہے، ورنہ اپنی فکر کر لیجیے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشادِ گرامی ہے:

((تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ ، وَيَوْمَ الْخَمِيسِ ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا ، إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ أَخِيهِ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: أَنْظِرُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا، أَنْظِرُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا، أَنْظِرُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا))

''سوموار اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اس دن ہر اس شخص کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو، سوائے اس شخص کے کہ اس کے اور اس کے (مسلمان) بھائی کے درمیان دشمنی ہو تو (ان کے بارے میں) فیصلہ کیا جاتا ہے کہ ان دونوں کو مہلت دی جائے، یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں۔''

صحیح مسلم: 2565

یعنی دو مسلمان بھائیوں کی باہم ناراضی کی وجہ سے ان کی بخشش نہیں ہوتی بلکہ ان کے صلح کر لینے تک اسے مؤخر کر دیا جاتا ہے۔ تو آج ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ کیا ہم سے ہمارا کوئی بھائی ناراض تو نہیں؟ ہم نے جانے انجانے میں اپنے کسی بھائی، بہن، رشتے دار، پڑوسی یا دوست ساتھی کا دِل تو نہیں دُکھایا؟ جس کی وجہ سے خدانخواستہ ہماری مغفرت کا دروازہ بھی بند ہو گیا ہو۔ اگر ایسا ہے تو خدارا! آج ہی اس ناراضی کو ختم کیجیے اور اپنے لیے مغفرت کے دروازے کھول لیجیے۔

آج کا خطبہ اسی موضوع پر ہے کہ کس طرح ہم نفرتوں کو ذبح کر سکتے ہیں؟ کیسے محبتوں کو پروان چڑھا سکتے ہیں؟ اور کون سے امور و اعمال اپنا کر باہم اُلفت، چاہت اور ایثار کا جذبہ پیدا کر سکتے ہیں؟

تین دن سے زیادہ قطع تعلقی مت رکھیں:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَمَنْ هَجَرَ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

فَوْقَ ثَلاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ))

''کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زائد (بول چال) چھوڑے رکھے، سو جو شخص تین دن سے زیادہ چھوڑتا ہے اور وہ (اسی حالت میں) مرجاتا ہے تو وہ (جہنم کی) آگ میں جائے گا۔''

سنن أبي داود: 4914

اوّلاً تو کسی مسلمان کو یہ ہرگز زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے قطع تعلقی کرے لیکن اگر غلطی سے ایسا ہو بھی جاتا ہے تو اس رنجش کو تین دِن سے زیادہ عرصے تک قائم نہیں رکھنا چاہیے بلکہ ایک یا دو دِن گزر جانے پر ہی صلح کر لینا ضروری ہے۔

حدیث میں بیان شدید وعید سے مسئلے کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص تین دِن تک قطع تعلقی ختم نہیں کرتا تو وہ حکمِ نبوی کی مخالفت کی بنا پر گناہ گار ٹھہرتا ہے اور اگر وہ تین دِن کے بعد بھی جُوں کا تُوں ہی رہتا ہے اور اسی حالت میں اگر اسے موت آجاتی ہے تو وہ جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ سو اس وعیدِ شدید کا مورَد بننے سے بچنے کے لیے اپنے مسلمان بھائیوں سے صلح ہی رکھنی چاہیے، اور ناراضگی ہونے پر بھی اس قطع تعلقی کو تین دِن سے زیادہ دیر تک نہیں رکھنا چاہیے۔

صلح میں پہل پر شیطانی حملہ:

یاد رکھیے کہ جب آپ صلح میں پہل کرنے لگیں گے تو شیطان آپ کو بہکائے گا اور فریقِ مخالف کی زیادتیاں یاد دِلا دِلا کر اُکسائے گا، انا کا پہاڑ حائل کرنے کی کوشش کرے گا، یہ باور کرائے گا کہ اگر تو جھک گیا تو تجھے لوگ طعنے دیں گے اور تمہارے دشمن کی ہمت بڑھ جائے گی، غرضیکہ طرح طرح کے بہکاووں سے اس بات پر برانگیخت کرے گا کہ ایسے شخص سے ہرگز صلح نہیں کرنی چاہیے، لیکن آپ کو ایسے شیطانی حملوں کے وقت یہ یاد رکھنا چاہیے کہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

((مَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ))

"جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ (کی رضا) کے لیے جھک جاتا ہے؛ اللہ تعالیٰ اسے بلند فرمادیتا ہے۔"

صحیح مسلم: 2588

یعنی اللہ تعالیٰ کو راضی اور خوش کرنے کے لیے اگر کوئی شخص صلح میں پہل کرتا ہے تو اس کی قطعاً عزت کم نہیں ہوتی، بلکہ عزت میں اضافہ ہی ہوتا ہے، لوگوں کی نظر میں اس کا یہ عمل خواہ کیسا ہی ہو البتہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ایسا شخص بہت بلند مقام پالیتا ہے۔ چنانچہ ہمیں لوگوں کی سوچ اور ان کے تبصروں کی پروا کیے بغیر فقط اللہ تعالیٰ کی رضا کو اہمیت دینی چاہیے اور اسی کی نظر میں اپنا مقام بلند کرنے کی جستجو میں رہنا چاہیے، کیونکہ جو شخص اللہ کی نظر میں بلند مقام پالیتا ہے اسے کوئی نیچا نہیں کرسکتا اور جسے اللہ تعالیٰ نیچا کردے اسے کوئی بلندیوں سے ہمکنار نہیں کرسکتا۔

کیا آپ کا کوئی عزیز آپ سے ناراض ہے؟

سب سے بڑی تکلیف دہ بات یہ ہے کہ انسان کے دِل میں اپنے ہی بہن بھائیوں اور اپنے ہی رشتے داروں کے متعلق بغض، کینہ، نفرت اور ناراضی ہو۔ وہ رشتے کہ جن کے ساتھ دوہرا تعلق ہوتا ہے، اسلام کا بھی اور خون کا بھی۔ ان کے ساتھ قطع تعلقی کرنا یقیناً دیگر سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔ رشتے داروں سے تعلق جوڑے رکھنے والوں کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یوں بیان فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ﴾ [الرعد: ۲]

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

''اور (جنتی) لوگ وہ ہیں جو ان رشتوں کو ملاتے ہیں جنہیں ملانے کا ان کو حکم دیا گیا ہے اور وہ برے حساب سے ڈرتے ہیں۔''

یعنی گو کہ وہ اپنے ہی تعلق اور ناتے جوڑتے ہیں اور اپنے ہی عزیز و اقارب سے تعلق داری قائم رکھتے ہیں مگر اس پر بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت جیسی عظیم جزا سے نوازا ہے۔

اور سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کسی سفر میں ایک بدوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی) اونٹنی کی لگام یا لگام کا کڑا پکڑ لیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتلائیے جو مجھے جنت کے قریب کردے اور جہنم سے دُور کردے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ))

''اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرا، نماز قائم کر، زکاۃ دے اور صلہ رحمی کر۔''

صحيح البخاري: 1396 ۔ صحيح مسلم: 13

گویا صلہ رحمی اس قدر شاندار عمل ہے کہ اس کے باعث نہ صرف عزیز و اقارب کی محبتیں حاصل ہوتی ہیں بلکہ جنت کا حصول اور جہنم سے نجات جیسی عظیم سعادت بھی نصیب میں مرقوم ہو جاتی ہے۔ تو کیوں ناں ہم پہل کریں اور جو عزیز رشتے دار ہم سے ناراض ہے ہم اس کو منا لیں؟ اللہ کو خوش کرنے کے لیے اپنی انا کی قربانی دے دیں؟ اپنے قرابت داروں کی محبت پانے کے لیے شیطان کو رُسوا کر دیں؟ واللہ! اگر ایسا ہو جائے تو آپ کے لیے ایک بار پھر سے عید کا سماں بندھ سکتا ہے۔ خوشیوں اور محبتوں کی بہار آ سکتی ہے۔ اجر و انعام کا حصول اور عذاب و وعید سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اور جو شخص اپنی انا کو ذبح نہیں کرتا اور رشتے داروں سے بول چال نہیں رکھتا، اس کے لیے قرآن وسنت میں کس قدر سخت وعید ہے، ملاحظہ فرمائیے:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ))

''قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔''

صحيح البخارى: 5984 ـ صحيح مسلم: 2556

اور اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کو موردِ لعنت قرار دیا ہے، جیسا کہ فرمایا:

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ أُوْلَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَى أَبْصَارَهُمْ﴾

[محمد: ٢٢، ٢٣]

''اور تم سے یہ بھی بعید نہیں ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کر ڈالو اور رشتے ناتے توڑ ڈالو۔ یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جن کی سماعت اور آنکھوں کی روشنی چھین لی گئی ہے۔''

اس شخص سے بڑھ کر بدقسمت کون ہوسکتا ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ لعنت فرمادے؟ یقیناً ایسا شخص نہایت خسارے اور ناکامی میں ہوتا ہے۔ اسی کی سزا رسول اللہ ﷺ نے یوں بھی بیان فرمائی ہے:

((مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللّٰهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يَدَّخِرُهُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ))

''سرکشی اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی بھی گناہ ایسا نہیں ہے کہ جس کا عذاب آخرت میں برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ اس گناہ کے مرتکب کو دنیا میں بھی سزا سے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دوچار کرے۔''

سنن أبی داود: 4902 ۔ سنن الترمذی: 2511 ۔ سنن ابن ماجه: 4211

گویا رشتے ناتے توڑنا ایسا قبیح گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی سزا دو جہاں میں دیتا ہے، دنیا میں بھی اسے سزا سے دوچار کرتا ہے اور آخرت میں بھی جنت سے محروم رکھے گا۔

لوگوں کے ساتھ مِل جُل کر رہیں:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمُؤْمِنُ الَّذِی یُخَالِطُ النَّاسَ ، وَیَصْبِرُ عَلٰی أَذَاھُمْ ، أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الْمُؤْمِنِ الَّذِی لَا یُخَالِطُ النَّاسَ ، وَلَا یَصْبِرُ عَلٰی أَذَاھُمْ))

''جو بندۂ مومن لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور ان کی تکالیف پر صبر کرتا ہے وہ اجر وثواب کے لحاظ سے اس مومن سے بڑھ کر ہے جو نہ تو لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور نہ ہی ان کی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے۔''

سنن ابن ماجه: 4032

آدمی خواہ خود اچھا ہو یا برا، البتہ معاشرے میں اسی ہر طرح کے آدمی سے واسطہ پڑتا ہے۔ یوں اپنا طرزِ معاشرت اس طرح کا بنانا چاہیے کہ ہر شخص کے ساتھ آپ اچھے طریقے سے معاملہ کر سکیں۔ اگر آپ نیک ہیں تو برے لوگوں سے نفرت کرتے ہوئے ان سے قطع تعلق ہو جانا یا معاشرے کی اجتماعی برائیوں سے بد دِل ہو کر راہبوں کی طرح الگ تھلگ ہو کر بیٹھ جانا اور کسی سے بھی تعلق نہ رکھنا کسی طرح بھی دِینداری نہیں ہے۔ بلکہ دِینداری یہ ہے کہ آپ سب کے ساتھ گھل مِل کر رہیں اور ان سے دُور نہیں بھاگنا چاہیے، تاکہ آپ ان کے اندر رہ کر ان کی اصلاح کر سکیں اور برائی کے خاتمے کا ذریعہ بن سکیں۔ نیز مسلمان بھائیوں کے غم اور خوشی میں شریک ہونا اور ان کے تمام تر معاملات میں ان کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اعانت کرنا ہی قابل ستائش عمل ہے، اوران سے دُور اور قطع تعلق رہنا حسنِ معاشرت کے اعتبار سے بھی صحیح نہیں ہے اور دِین میں بھی اس کی مذمت کی گئی ہے۔ اس لیے ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ مِل جُل کر رہے، ان کی خوشیوں میں شریک ہو اوران کے دُکھ درد بانٹے، اوراگر بسا اوقات ان کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس پر صبر کرے، تاکہ کل اگر اس پر کوئی پریشانی آتی ہے تو لوگ بھی اس کا دُکھ درد اپنا دُکھ درد سمجھتے ہوئے اس کی مدد کو پہنچیں اور ہر طرح سے اس کے لیے معاون بنیں۔

آپس میں یک جان ہو کر رہیں:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَوَاصُلِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى عُضْوٌ مِنْهُ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالْحُمَّى وَالسَّهَرِ))

''مسلمانوں کا آپس میں رحم وکرم، محبت ومودّت اور میل جول کا معاملہ ایک جسم کے مانند ہے، جب اس جسم کا ایک عضو تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو سارا جسم بخار اور بے خوابی کے ساتھ اس کی تکلیف میں شریک ہو جاتا ہے۔''

صحيح البخاری: 6011 ۔ صحیح مسلم: 2586

جس طرح جسم کے ایک عضو میں تکلیف ہونے سے سارا جسم بے آرام و بے سکون ہو جاتا ہے اسی طرح ایک مسلمان کے دُکھ، تکلیف اور کسی بھی قسم کی پریشانی میں مبتلا ہو جانے سے تمام مسلمانوں کو بے چین ہو جانا چاہیے اور اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اس کے دُکھ، درد اور پریشانی کا مداوا کرنا چاہیے۔ یہی مومن کی خصلت ہے۔ تو گویا جو شخص اس وصف سے عاری ہو، یعنی اگر اس کے کسی مسلمان بھائی کو کوئی پریشانی، تکلیف یا مسئلہ درپیش ہو لیکن اسے اس کی قطعاً کوئی پروانہ ہو تو ایسا شخص گویا کمالِ ایمان سے متصف نہیں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہے، کیونکہ نبی ﷺ کی بیان کردہ ایمان کی خصلت اس میں نہیں پائی جاتی۔

ایک دوسرے کوتوڑنے کی بجائے جوڑیں:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْـمُـؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا)) وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ.

''ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کے مانند ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ فرماتے ہوئے اپنی انگلیوں کے درمیان تشبیک دی۔''

صحيح البخارى: 6026 ـ صحيح مسلم: 2585

آپ ﷺ نے تشبیک دے کر یعنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دونوں ہاتھوں کو آپس میں مضبوطی سے ملا کر فرمایا کہ ایسے ہی ایک مومن دوسرے مومن کے لیے مضبوطی کا باعث ہوتا ہے۔

اس حدیثِ مبارکہ میں بھی مومن کی ایک خصلت بیان ہوئی ہے جو کہ درحقیقت گزشتہ سے ہی پیوستہ ہے، کہ اگر کوئی شخص اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے، ان کے دُکھ درد میں برابر کا شریک ہوتا ہے اور اس طرح اتفاق واتحاد کی فضا قائم کرتا ہے کہ جیسے تمام مسلمان یک جان ہوں، تو ایسا شخص ہی کامل مومن ہے۔

کوئی بھی شخص کسی کے ساتھ جس قدر زیادہ مضبوط تعلق رکھتا ہے وہ اسی قدر ان کے دِل میں اپنی جگہ بناتا ہے۔ وہ درحقیقت انہیں اپنا تھوڑا سا پیار اور تھوڑی سی توجہ دینے کے بدلے میں ان کی بہت سی دعائیں، محبتیں اور اعانتیں سمیٹ رہا ہوتا ہے۔ یعنی کسی سے کبھی محبت رکھنا، اس کے لیے اپنے دِل میں اچھے جذبات رکھنا، اس کے غم وخوشی میں شریک

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہونا اور اس کے مشکل وقت میں جس قدر ممکن ہو اس سے تعاون کرنا، دراصل سب کو اپنا گرویدہ اور اپنا محبّ بنانے کا باعث عمل ہے، ایسے تمام لوگ کہ جن سے آپ اس طرح کا مثالی رویہ اپناتے ہیں، کل اگر آپ پر کوئی بُرا وقت آتا ہے تو یہ سب آپ سے تعاون اور ہمدردی کے لیے صفِ اول میں کھڑے ہوں گے، اس لیے کسی سے بھی تعلق توڑنا نہیں چاہیے، کسی کا بھی دِل دُکھانا نہیں چاہیے اور کسی کو نظر انداز ہرگز نہیں کرنا چاہیے، بلکہ ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملیں، کیونکہ یہ بھی ایک نیکی ہے۔ یوں آپ اس عمل سے نہ صرف لوگوں کی محبتیں حاصل کرکے اپنی دنیوی زندگی خوشگوار بنائیں گے بلکہ بہت سی نیکیاں کما کر اپنی آخرت کو بھی سنوار لیں گے۔

مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی کے لیے کیسا ہونا چاہیے؟

نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، وَمَنْ سَتَرَ عَلَى مُسْلِمٍ سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے تنہا چھوڑتا ہے، اور جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرنے میں لگ جاتا ہے، اور جو کسی مسلمان کا دُکھ دُور کرتا ہے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس سے دُکھ دُور کرے گا اور جس نے کسی مسلمان کے عیب پر پردہ ڈالا اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کے گناہوں پر پردہ ڈالے گا۔''

صحيح البخاري: 2442 ـ صحيح مسلم: 2580

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اس حدیثِ مبارکہ میں مسلمانوں کو اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ خوشگوار اور محبت بھرا تعلق قائم کرنے کے زریں اصول تعلیم فرمائے گئے ہیں کہ مسلمان کا یہ امتیازی وصف ہے کہ اس کے نسبی رِشتے سے زیادہ اہم اور طاقتور رِشتہ دینی ہوتا ہے۔ اس رِشتے کی بنا پر ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور بھائی ہونے کے ناطے سے اس پر یہ امور لازم آتے ہیں کہ وہ کسی بھی طرح سے دوسرے مسلمان پر ظلم نہیں کرتا۔ خواہ اس ظلم کا تعلق زبان سے ہو یا ہاتھ سے۔ جیسا کہ نبی مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ))

''مسلمان وہ شخص ہے جس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے (دوسرے تمام) مسلمان محفوظ ہوں۔''

صحیح البخاری: 10 ۔ صحیح مسلم: 40

گویا آپ ﷺ نے مسلمان ہونے کی علامت ہی یہ بیان فرما دی کہ جو شخص اپنی زبان اور اپنے ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کو اذیت اور نقصان نہ پہنچائے۔ یعنی کوئی ایسی بات نہ منہ سے نکالے جس سے کسی کی دِل آزاری ہو یا کسی کی عزتِ نفس مجروح ہو اور اسی طرح اپنے ہاتھ سے ایسا کوئی فعل سرزد نہ کرے کہ جس سے کسی کی جان، مال یا عزت کا نقصان ہو جائے۔ لیکن جو شخص ایسا نہیں کرے گا، یعنی اس کے زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ نہیں ہوں گے تو وہ گویا اسلام کے وصفِ خاص سے عاری ہے۔

آگے نبی ﷺ کے بتلائے ہوئے تین ایسے خوبصورت اصول ذِکر کیے جا رہے ہیں کہ جو دنیوی اور اُخری زندگی کو کامیاب بنانے کے بنیادی اصولوں میں سے ہیں:

(ا) جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرنے میں لگ جاتا ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(۲) جو کسی مسلمان کا دُکھ دُور کرتا ہے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس سے دُکھ دُور کرے گا۔

(۳) جس نے کسی مسلمان کے عیب پر پردہ ڈالا تو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کے گناہوں پر پردہ ڈالے گا۔

یعنی جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ مذکورہ رویہ اپناتا ہے وہ دراصل اپنی ہی دنیوی واُخروی زندگی کو کامیابیوں سے ہمکنار کر رہا ہوتا ہے۔ وہ کسی مسلمان کی تھوڑی سی ضرورت پوری کر کے اللہ تعالیٰ سے زندگی بھر کی ضروریات پوری کرانے کا سامان کر لیتا ہے۔ وہ کسی کا دُکھ، درد، غم، تکلیف اور پریشانی دُور کر کے اس دِن کی اپنی پریشانیاں دُور کرانے کا ذریعہ پالیتا ہے جس دِن کسی کو کسی کی چنداں پروا نہیں ہوگی اور ہر کوئی بس ''نفسی، نفسی'' کر رہا ہوگا۔ پھر وہ اگر کسی مسلمان کو کوئی برائی کرتے دیکھ لیتا ہے تو لوگوں میں اس کا ڈھنڈورا پیٹ کر اسے رُسوا نہیں کرتا پھرتا بلکہ اس کے عیب پر پردہ ڈال دیتا ہے اور اس راز کو اپنے سینے میں ہی دفن رکھتا ہے، تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کے تمام عیوب کی اس روز پردہ پوشی کرے گا جس روز تاحدنگاہ لوگ ہی لوگ ہوں گے اور اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں چند افراد کے سامنے اپنے مسلمان بھائی کو رُسوا کرنے سے احتراز کے بدلے میں وہاں بے شمار و بے حساب لوگوں کے سامنے رُسوا ہونے سے بچالے گا اور اس کے ہر چھوٹے بڑے گناہ پر پردہ ڈال دے گا۔ لہٰذا دنیا و آخرت کی سعادتیں پانے کے لیے نبی ﷺ کے فرمودہ ان روشن اصولوں پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔

مسلمان بھائی کو اپنے برابر مقام دیں:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِأَخِیهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ))

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

’’تم میں سے کوئی بھی تب تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے (مسلمان) بھائی کے لیے وہی کچھ پسند نہ کرنے لگے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔‘‘

صحیح البخاری: 13 ۔ صحیح مسلم: 45

اس معاملے کی اہمیت کا اندازہ نبی ﷺ کے طرزِ بیان سے لگایئے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی تب تک صاحبِ ایمان ہی نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس وصف سے متصف نہ ہوجائے۔ گویا جو اس سے عاری ہے وہ کمالِ ایمان سے محروم ہے۔

معاشرے کے جملہ افراد کو خوشیوں، فائدوں اور امن وآشتی سے ہمکنار کرنے کا کیا ہی خوب اصول نبی ﷺ نے بتلا دیا ہے۔ جب آدمی دوسروں کے لیے بھی وہی کچھ پسند کرنے لگے گا جو اپنے لیے پسند کرتا ہے تو کسی کو نہ تو غم اور پریشانی آئے گی، نہ کسی کو تکلیف پہنچے گی اور نہ ہی کوئی نقصان سے دوچار ہوگا، کیونکہ کوئی بھی شخص یہ چیزیں اپنے لیے پسند نہیں کرتا، بلکہ وہ اپنے لیے خوشیاں، فوائد اور امن وآشتی ہی پسند کرتا ہے، لہٰذا جب وہ دوسروں کے لیے بھی یہی پسند کرے گا تو معاشرہ ازخود سنور جائے گا، لوگ ہر قسم کی اذیت اور نقصان سے محفوظ ہو جائیں گے اور کوئی بھی کسی نقصان سے دوچار نہیں ہوگا۔ مگر ہماری بداعمالیوں کے باعث ایسا کرنا ہمیں بہت گراں محسوس ہوتا ہے، لیکن اگر کوئی اس پر عمل پیرا ہوجائے تو نہ صرف وہ کمالِ ایمان سے متصف ہوگا بلکہ لوگوں کے دِل جیت کر اپنی زندگی کو خوشیوں اور محبتوں کا گہوارہ بنانے کے ساتھ ساتھ اپنی آخرت بھی سنوار لے گا۔

مسلمان بھائی کے لیے دعا کریں:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَـا مِـنْ عَبْـدٍ مُسْـلِـمٍ يَدْعُو لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ ، إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ: وَلَكَ بِمِثْلٍ))

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

”جو بھی مسلمان بندہ اپنے بھائی کے لیے اس کی عدم موجودگی میں دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے: تجھے بھی اسی کے مثل ملے۔“

صحیح مسلم: 2732

انسان اکثر اپنے لیے ہی دعا مانگتا ہے اور یہ توفیق بہت کم لوگوں کو میسر ہوتی ہے کہ وہ دوسروں کے حق میں بھی دعا مانگیں۔ شاید اس کا احساس یہ ہوتا ہے کہ اگر وہ دوسروں کے لیے مانگے گا تو خود اپنے لیے مانگنے کا وقت نہیں رہے گا، یا وہ یہ سمجھتا ہے کہ جو دوسرے کے لیے مانگنا ہے وہ اپنے لیے ہی کیوں نہ مانگوں، یا وہ دوسروں کو اس قدر اعتنا کے قابل نہیں سمجھتا کہ ان کے لیے باقاعدہ دعا بھی مانگے۔ الغرض جو بھی سبب ہو؛ نتیجہ یہی ہے کہ انسان دوسروں کے لیے دعا کرنے میں بخل کا مظاہرہ کرتا ہے، جبکہ اسے نبی ﷺ کے مذکورہ فرمان سے یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ اس کا اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لیے دعا کرنا؛ اپنے لیے دعا کرنے کی بہ نسبت زیادہ مفید و باعثِ خیر ہے، کیونکہ جب وہ دوسرے بھائی کے حق میں دعا کرے گا تو اس کے بدلے میں فرشتے کی دعائیں لے گا، اور جو کچھ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے مانگے گا وہی سب کچھ فرشتہ اس کے لیے رب تعالیٰ سے مانگے گا۔ اس لیے اس بات کا خاص طور پر اہتمام کرنا چاہیے کہ جب بھی رب تعالیٰ کے حضور میں دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائیں تو اپنے مسلمان بھائیوں کے حق میں بھی ضرور دعا کریں، تاکہ ان کی بہتری چاہنے کے ساتھ ساتھ اپنے لیے فرشتے کی دعائیں حاصل کر سکیں۔

مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کریں:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيْهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

الْقِیَامَۃِ))

’’جوشخص اپنے (مسلمان) بھائی کی عزت کا دفاع کرتا ہے، اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کے چہرے کو (جہنم کی) آگ سے بچالے گا۔‘‘

سنن الترمذی: 1931

مسلمان کی عزت کے دفاع کے کئی طریقے ہو سکتے ہیں، مثلاً اگر آپ کسی مسلمان پر ناحق ظلم ہوتا، مار پڑتی، یا کسی بھی قسم کی زیادتی ہوتی دیکھتے ہیں تو آپ میں جس قدر استطاعت ہو اس کی کو بے عزت ہونے سے بچانا چاہیے، اگر آپ ہاتھ سے روک سکتے ہیں تو زیادتی کرنے والے کو ہاتھ سے روکیں، اگر زبان سے منع کر سکتے ہیں تو ایسا ضرور کریں، اور اگر اس کی بھی استطاعت نہیں ہے تو وہاں خاموش تماشائی بن کر کھڑے نہ ہوں بلکہ اپنے دِل میں ناگواری کے اظہار کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے سچے دِل سے اس کی خلاصی کی دعا مانگیں۔

عزت کے دفاع کی دوسری صورت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص آپ کے سامنے کسی مسلمان کی غیبت، چغلی یا بہتان تراشی کرتا ہے تو آپ اسے سختی سے منع کریں اور اس کی کسی بات پر یقین نہ کرتے ہوئے سخت الفاظ میں اس کے اس فعل شنیع کی مذمت کریں، تا کہ اس کی حوصلہ شکنی ہو اور آئندہ ایسے برے فعل سے اجتناب کرے۔

ایک صورت عزت کے دفاع کی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص آپ کے سامنے کسی مسلمان کے خلاف کوئی پروپیگنڈہ کرتا ہے یا اس کی کوئی تخریب کاری آپ کے علم میں آجاتی ہے تو آپ پر لازم ہے کہ فوراً اس مسلمان بھائی کو آگاہ کریں جس کو نقصان پہنچانے کا پلان بنایا جا رہا ہوتا ہے، تا کہ وہ محتاط ہو جائے اور کسی بھی نقصان سے محفوظ رہ سکے۔

یہ بھی عزت کے دفاع کی ایک صورت ہے کہ اگر آپ کسی شخص کو کسی برے کام کا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ارتکاب کرتے دیکھیں تو اس کی بھلائی کے جذبے کے تحت اس کو سمجھانے کی کوشش کریں، تاکہ وہ اس برے کام کو ترک کردے اور دنیا میں لوگوں کے سامنے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں شرمندہ اور رُسوا ہونے سے بچ سکے۔

اپنے بھائی کے لیے آئینہ بن جائیں:

نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلْـمُـؤْمِـنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ ، وَالْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ ، حَيْثُ لَقِيَهُ يَكُفُّ عَلَيْهِ ضَيْعَتَهُ ، وَيَحُوطُهُ مِنْ وَرَائِهِ))

''مومن، مومن کا آئینہ ہے، مومن، مومن کا بھائی ہے، اس کو نقصان سے بچاتا ہے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کی حفاظت کرتا ہے۔''

(سنن أبی داود، كتاب الأدب، باب فی النصيحة والحياطة، ح: ٤٩١٨)

جس طرح آئینہ انسان کو اس کی ہر ظاہری خوبی اور خامی سے نہایت راز داری سے آگاہ کردیتا ہے اسی طرح ایک مومن کی خصلت ہونی چاہیے کہ اگر وہ اپنے بھائی میں کوئی غلطی، برائی یا عیب دیکھتا ہے تو اسے تمام لوگوں کے سامنے ہی بتلانا مت شروع کردے، بلکہ اسے انفرادی طور پر تنہائی میں نہایت راز داری سے بتلائے اور سمجھائے کہ تم اپنے فلاں کام کی اصلاح کرلو؛ وہ درست نہیں ہے۔ اس طرح ایک تو اس مومن کی عزت پر حرف نہیں آئے گا، یعنی کسی کو خبر تک نہیں ہو سکے گی کہ اس میں فلاں برائی پائی جاتی ہے، اور دوسرا وہ آدمی اس مؤثر اسلوب سے متاثر ہو کر یقیناً اپنی اصلاح کی کوشش کرے گا۔

اس کی عدم موجودگی میں اس کی حفاظت کرنے کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ اس کی عدم موجودگی میں اس کی بُرائی بیان نہ کرے، اس کی غیبت اور چغلی نہ کرے، اس پر تہمت والزام نہ لگائے اور اس کے عیوب بیان نہ کرے، دوسرا مطلب یہ کہ اگر وہ گھر میں موجود نہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہوتواس کے گھروالوں کی اوراس کے مال کی حفاظت کرے، اس کی عزت محافظ بنے اوراسے رسوانہ کرے۔

خطبہ رائٹر
حافظ فیض اللہ ناصر
03214697056

تاثرات کے لیے
حافظ شفیق الرحمٰن زاہد
03015989211

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com